21375-بے آباد زمین کو آباد کرنے کا حکم

سوال

بے آباد زمین کو آباد کرنا کیا ہے اوراس کے احکام کیا ہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ

الموات : میم اورواو کے فتح کے ساتھ : موات اسے کہتے ہیں جس میں روح نہ ہولیکن یہاں پر وہ زمین مراد ہے جس کا کوئی مالک نہ ہو۔

فقہاء رحمہم اللہ تعالی اس کی تعریف یہ کرتے ہیں :

ایسی زمین جوکسی اختصاص اور ملکیت سے عاری وخالی ہو۔

تواس تعریف سے دوچیزیں خارج ہوجاتی ہیں :

اول :

جوکسی کافریا مسلمان کی خرید اوریا پھر عطیہ وغیرہ کی بنا پر ملکیت بن جائے ۔

دوم :

جس کے ساتھ ملک معصوم کی کوئی مصلحت وابستہ ہو، مثلا راستہ، سیلابی پانی وغیرہ کی گزرگاہ ۔

یا پھر کسی شہر کے آبادکاروں کی اس کے ساتھ مصلحت کا تعلق ہو، مثلا : میت دفن کرنے کے لیے قبرستان ، یا پھر گندگی وغیرہ پھینکنے کی جگہ ، یا پھر عیدگاہ اور لکڑیاں وغیرہ کی جگہ اورچراگاہ وغیرہ۔

تواس طرح کی زمین آباد کرنے سے بھی کسی کی ملکیت میں نہیں آسکتی

لیکن جب کسی زمین میں یہ دونوں چیزیں یعنی ملکیت معصوم اوراس کا اختصاص نہ پایا جائے اور کوئی شخص اسے آباد اورزندہ کرلے تووہ زمین اسی کی ملکیت میں آجائے گی ۔

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جس نے بھی کوئی زمین زندہ کی تووہ اسی کی ہے) مسند احمد اورامام ترمذی رحمہ اللہ تعالی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ، اسی معنی کی احادیث اور بھی وارد ہیں اور کچھ توصحیح بخاری میں بھی موجود ہیں ۔

اور عمومی فقہاء امصار کہتے ہیں کہ موات وہ بے آباد زمین کسی کے آباد کرنے سے ملکیت میں آجاتی ہے، اگرچہ فقہاء نے شروط میں اختلاف کیا ہے، لیکن حرم اور میدان عرفات کی بے آباد زمین آباد کرنے سے بھی ملکیت میں نہیں آسکتی۔

اس کا سبب یہ ہے کہ ایسا کرنے سے مناسک حج کی ادائیگی میں تنگی ہوگی اور وہاں پر لوگوں کی جگہوں پر قابض ہونا برابر ہے۔

احیاء ارض یعنی زمین کی آبادکاری مندرجہ ذیل امور سے حاصل ہوگی:

اول:

جب کوئی زمین کے ارد گرد چاردیواری کرلے جو کہ عادتا معروف تو اس نے اسے آباد کرلیا اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(جس نے زمین پر چاردیواری کرلی وہ اسی کی ہے) مسند احمد، سنن ابوداود، اور ابن الجارود رحمہ اللہ تعالی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اس کے علاوہ سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ چاردیواری سے ملکیت کا مستحق ہوجاتا ہے۔

اور چاردیواری کی مقدار وہ ہوگی جو لغت میں دیوار معروف ہے لیکن اگر اس نے کسی بے آباد زمین کے گرد پتھر یا پھر مٹی اکٹھی کی یا چھوٹی سی دیوار بنالی جو اس سے آگے روک بھی نہ لگا سکے یا پھر کسی نے زمین کے گرد خندق کھودلی تو اس سے وہ اس کی ملکیت نہیں بن سکتی۔

لیکن اس کی وجہ سے وہ اسے آباد کرنے کا دوسروں سے زیادہ حقدار ہوگا اس لیے کہ اس نے اسے آباد کرنا شروع کردیا ہے۔

دوم:

اگر کسی نے بے آباد زمین میں کنواں کھودیا اور پانی نکل آیا تو اس نے بھی اس زمین کو آباد کرلیا، لیکن اگر وہ کنواں کھودتا ہے اور پانی تک نہیں پہنچتا تو اس کی بنا پر وہ اس کا مالک نہیں بن سکتا، بلکہ وہ اسے اس کے احیاء کا دوسروں سے زیادحقدار ہے، اس لیے کہ اس نے احیاء کی ابتدا کرلی ہے۔

سوم:

جب اس نے اس بے آباد زمین میں کسی چشمے یا پھر نہر کا پانی پہنچا دیا تو اس نے اس کی وجہ سے اس زمین کا احیاء کرلیا، اس لیے کہ زمین کے لیے پانی دیوار سے زیادہ نفع مند ہے۔

چہارم:

جب کسی نے زمین میں کھڑے ہونے والے پانی کو اس سے روک دیا جس پانی کے کھڑے ہونے کی بنا پر وہ کاشت کے قابل نہیں رہتی تھی، وہ پانی وہاں سے روک دیا حتی کہ وہ کاشت کے قابل ہوگئی تو اس نے زمین کا احیاء کرلیا۔

اس لیے کہ یہ کام زمین کے لیے ملکیت کی دلیل میں مذکور دیوار سے بھی زیادہ نفع مند ہے۔

اور کچھ علماء کرام کہتے ہیں کہ بنجر زمین کا احیاء صرف انہی امور پر موقوف نہیں بلکہ اس میں عرف کا اعتبار ہوگا جسے عرف عام میں لوگ احیاء شمار کریں گے اس کی بنا پر وہ زمین کا مالک بھی بنے گا۔

آئمہ حنابلہ اور دوسروں نے یہی مسلک اختیار کیا ہے اس لیے کہ شرع نے ملکیت کی تعلیق لگائی ہے اور اسے بیان نہیں کیا تو اس طرح عرف عام میں جسے احیاء کہا جائے اسی کی طرف رجوع ہوگا۔

مسلمانوں کے امام اور امیر یا خلیفہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بنجر زمین کسی کو دے دے تا کہ وہ اسے آباد کرے، اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بلال بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ کو عقیق میں جاگیر عطا کی تھی اور وائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ کو حضر موت میں عطا کی اور اسی طرح عمر اور عثمان اور بہت سے دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو عطا کی تھی۔

لیکن صرف جاگیر مل جانے سے ہی وہ مالک نہیں بن جائے گا بلکہ وہ اس دوسرے سے زیادہ حقدار ہے لیکن جب اسے آباد اور اسکا احیاء کرے گا وہ اس کی ملکیت بن جائے گی اور اگر وہ اس کا احیاء اور اسے آباد نہ کرسکا تو خلیفہ یا امیر المسلمین کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس سے واپس لے لے اور کسی دوسرے کو عطا کر دے جو اسے آباد کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔

اس لیے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے ان لوگوں سے جاگیر واپس لے لی تھی جو اسے آباد نہیں کر سکے تھے۔

اور جو کوئی بنجر زمین کے علاوہ کسی اور غیر مملوک چیز کی طرف سبقت لے جائے اور پہلے پہنچے مثلا شکار یا جلانے والی لکڑی تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

اور اگر کسی کی زمین سے غیر ملکیتی پانی گزرتا ہو مثلا نہر یا وادی کا پانی تو سب سے اوپر والے یعنی پہلے کو حق حاصل ہے کہ وہ پہلے اپنی زمین کو سیراب کرے اور اس میں ٹخنوں تک پانی کھڑا کرے پھر اپنے بعد والے کو پانی بھیجے۔۔۔۔ اور اسی طرح درجہ بدرجہ۔

اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

(اے زبیر (رضی اللہ تعالی عنہ) تم اپنی زمین سیراب کرو اور پھر پانی کو دیوار (وہ رکاوٹ جو کھیتوں کے کنارے بنائی جاتی ہے) تک روکو) صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔

اور عبدالرزاق نے معمر اور زہری رحمہم اللہ سے ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان (پھر تم پانی کو روکو حتی کہ وہ دیواروں تک آجائے) کا اندازہ لگایا اور اسے ماپا تو وہ ٹخنوں تک تھا۔

یعنی جو کچھ قصہ میں بیان ہوا ہے اس کو ماپا تو انہوں نے وہ پانی ٹخنوں تک پہنچتے ہوئے پایا، تو انہوں نے اسے معیار بنا دیا کہ پہلے کا اتنا ہی حق ہے اور پھر اس کے بعد والے کا بھی اتنا ہی۔

عمرو بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیل مھزور میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ (سیل مھزور مدینہ کی ایک وادی کا نام ہے):

سب سے پہلے والا پانی کو ٹخنوں تک روکے اور پھر اپنے بعد والے کی زمین میں چھوڑ دے) سنن ابوداود وغیرہ

لیکن اگر پانی ملکیتی ہو تو پھر ان سب مشترکین کے درمیان ان کی املاک کے حساب سے تقسیم ہوگا اور ہر ایک اپنے حصہ میں جو چاہے تصرف کر سکتا ہے۔

اور امام المسلمین کو حق حاصل ہے کہ وہ مسلمانوں کے بیت المال مواشیوں کے لیے ایک چراگاہ مقرر کر لے جس میں کوئی اور نہ چرائے مثلا جہاد کے لیے تیار گھوڑے، اور صدقہ زکاۃ کے اونٹ وغیرہ، اگر مسلمانوں کو اس سے تنگی نہ ہوتی ہو۔

ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے النقیع نامی چراگاہ کو مسلمانوں کے گھوڑوں کے لیے مقرر اور خاص کیا تھا) ۔

اور امام المسلمین کے لیے جائز ہے کہ وہ بے آباد زمین کی گھاس کو زکاۃ کے اونٹوں اور مجاھدین کے گھوڑوں اور جزیہ کے جانوروں کے لیے خاص کر دے اگر اس کی ضرورت محسوس ہو اور مسلمانوں کو اس میں تنگ نہ کرے ۔ .